انٹرویو : مولانا رحمت اللہ فاضل حقانیہ —— تحریر : مولانا عبد القیوم حقانی

جہادِ افغانستان

مشاہدات و تاثرات

مولانا رحمت اللہ حقانی جو دار العلوم حقانیہ کے فاضل اور شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رح کے تلمیذ اور مادرِ علمی دار العلوم حقانیہ کے قابلِ فخر روحانی فرزند ہیں۔ عرصہ آٹھ سال سے مسلسل جہادِ افغانستان کے میدانِ کارزار میں مختلف محاذ جنگ پر روسی دشمن سے برسرِ پیکار ہیں۔ موصوف دار العلوم کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ جہادِ افغانستان سے متعلق مختلف پہلوؤں پر سنتے اور سناتے رہتے ہیں، چند روز قبل دار العلوم حقانیہ تشریف لائے تو احقر نے عرض کیا : دار العلوم میں زمانۂ طالب علمی اور دورانِ تعلیم کیسے اور کیونکر جہاد میں جانا ہوتا تھا؟

مولانا رحمت اللہ حقانی نے فرمایا :- جب ہم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رح کے پاس جایا کرتے تھے تو آپ کے ہاں جہاد اور مجاہدین کا تذکرہ ہوتا اور آپ ان کی ہمت افزائی فرماتے۔ ان کا بڑا اکرام فرماتے، بڑی توجہ اور اہمیت دیتے جس سے ہمارے عزائم میں نئے ولولے پیدا ہوتے۔

میں نے جہاد کا ارادہ اور مصروف ہونے کا عزم ظاہر کیا تو ارشاد فرمایا :- ماشاء اللہ خوب عزم ہے۔ برخوردار! یہ بڑا اہم اور زبردست کام ہے۔ الحمد للہ ہمارے دار العلوم کے تمام طلبہ اس میں حصہ لے رہے ہیں اور ہم ہر وقت اپنے طلبہ اور فضلاء کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

○ ایک مرتبہ جب مجھے رمضان المبارک میں اپنے بعض زخمی رفقاءِ جہاد کے ساتھ پشاور کے ایک ہسپتال میں خدمت کا موقع ملا اور میرے بعض رفقاء حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رح سے ملنے کے لیے پشاور سے اکوڑہ چلے آئے تو بعد میں ایک زخمی مجاہد زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگیا۔ میں اپنے رفقاء کو اطلاع دینے کے لیے جب رات تقریباً دو بجے اکوڑہ پہنچا اور رفقاء کو خبر دی تو ہم سب واپسی کے لیے تیار ہوگئے۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رح کو ہماری واپسی اور زخمی مجاہد کی شہادت کا علم ہوا تو اسی وقت اعذار و امراض، اوپر کی منزل اور سیڑھیوں کے صعب ترین راہ کے باوجود ہمارے پاس اپنی بیٹھک میں تشریف لائے۔ حالات دریافت فرمائے، بے انتہا شفقت فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور ہمیں اپنے شہید رفیق کی خدمت کے سلسلہ میں رخصت مرحمت فرمائی۔

○ ارگون کے محاذِ جنگ پر غالباً رات کے دو بجے میرا پہرہ تھا اور میں ڈیوٹی پر تھا تو میں نے مشرقی جانب روشنی دیکھی یہ روشنی کوئی معمولی روشنی نہ تھی خوب روشنی تھی۔ مجھے حیرت ہوئی اپنے رفقاء سے کہا کہ اپنے مجاہد بھائی اپنی گاڑیوں کی بتیاں بجھائے بغیر بلا خوف و خطر کیسے دشمن کے قلعہ کے پہلو میں چلے آ رہے ہیں، انہیں چاہیئے تھا کہ بتیاں بجھا دیتے، اور اپنی حفاظت کا اہتمام کرتے۔ وہاں کے مقامی رفقاء نے بتایا کہ جو نیا رفیق آتا ہے اسے یہی اشتباہ رہتا ہے، یہ روشنی کسی موٹر کی بتیوں کی نہیں یہاں تین چار شہیدوں کی قبریں ہیں اور گاہے گاہے ان سے یہ روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ نور ہے جسے دیکھ کر عام مجاہدین کا حوصلہ بڑھتا اور ہمت افزائی ہوتی ہے۔

○ اسی ارگون محاذِ جنگ کا واقعہ ہے کہ جب ہمارے شہداء کی تیس لاشیں دشمنوں نے اپنے کنٹرول میں لے لیں اور فوجی ہیلی کاپٹروں نے ان پر دوائی بھی چھڑک دی، ہمارے مجاہدین نے روسی فوج سے مذاکرات کے بعد جب شہداء کی لاشیں حاصل کیں تو ۳۰ میں سے ۷ شہداء کو واپس لانے کے لیے مجھے دیگر رفقاء کے ساتھ خدمت کا موقعہ ملا، جب ہم شہداء کے اجساد کو واپس لے آئے تو محاذِ جنگ کے امیر نے حکم دیا کہ کسی بھی وارث یا ولی کو شہید کی لاش حوالے نہ کی جائے۔ لہٰذا سب کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ تین روز کے بعد جب ورثاء نے اصرار کر کے اپنے شہداء کو اپنے علاقوں میں لے جانے کے لیے ان کی لاشوں کو نکالا تو ۹، ۱۰ روز گذر جانے کے بعد سب نے دیکھا کہ شہداء کی لاشیں اسی طرح تر و تازہ پڑی ہیں جیسے ابھی تازہ واقعہ شہادت پیش آیا ہو۔

○ اس سلسلہ کی ایک دلچسپ اور مجاہدین کے ساتھ باری تعالیٰ کی نصرت و حمایت کی بات یہ بھی ہے کہ اسی ارگون کے علاقہ کے والی (گورنر) نے ہمارے محاذِ جنگ کے کمانڈر کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں یہ شہداء ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ جب کماندان نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ہماری مدد کرے گا تو والی نے کہا تم خود بھی آؤ، تمہارا رسول بھی آئے اور تمہارا خدا بھی آئے، سب کو لے آؤ میرا چیلنج ہے کہ مجھ سے اپنے شہید کا ایک بال بھی آپ نہیں لے جا سکتے ـــ مگر قدرت نے دنیا کو یہ دکھا دیا کہ ہمارے شہداء بھی ہمیں موصول ہو گئے اور ہماری طرف سے جب دشمن کے ٹھکانوں پر میزائل لگے تو اُس والی کا ایک پاؤں کٹ گیا اور وہ اب تک ذلت و رسوائی کے ساتھ لنگڑاتا ہوا زندگی کے سانس پورے کر رہا ہے۔

○ احقر نے جب دریافت کیا کہ روسی دشمنوں کے ساتھ جب آپ کا واسطہ پڑتا ہے تو آپ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر دینِ اسلام کے بارے میں ان کے تاثرات کیا ہوتے ہیں؟ تو مولانا رحمت اللہ حقانی نے فرمایا:۔ میرا ایک ذاتی واقعہ یہ ہے کہ خوست کے محاذِ جنگ پر ہمارے رفقاء نے شدت کی جنگ کے بعد دشمن کے ایک ضابط (فوجی افسر) کو بھی شدید زخمی کر دیا، جنگ ختم ہوئی تو ہم اسے اٹھا کر لے آئے۔ ہمارے ایک ساتھی نے اس سے کہا کہ جب ہم تجھے لے جا رہے ہیں اور ہسپتال میں تمہارا علاج بھی کرنا ہے، کیا ہی بہتر ہوتا کہ تم کلمۂ اسلام

(باقی صـ ۴۲ پر)